www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت — غازی عزیر

(گزشتہ سے پیوستہ)

نسخ قرآن کا مسئلہ

بلا دلیل کسی آیت یا حدیث کو منسوخ یا مؤول کہنا درست نہیں ہے

علامہ ابن حزم اندلسیؒ فرماتے ہیں:

"کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی آیت یا حدیث صحیح کے بارے میں یہ بات کہے کہ یہ منسوخ یا مخصوص ہے۔ یوں کہنا بھی درست نہیں کہ فلاں نص قابل تاویل ہے اور اس کا وہ مفہوم نہیں جو اس کے ظاہر الفاظ سے متبادر ہے...... جب تک کسی دوسری نص یا اجماع سے ثابت نہ ہو کہ یہ نص منسوخ یا مؤول ہے یا کوئی حسی ضرورت اس کی داعی و محرک ہو۔ ان باتوں کی موجودگی میں نسخ یا تاویل کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ ...... آیتِ کریمہ: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (٦٨) یعنی "اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے" سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے فرمودہ تمام اوامر میں آپ کی اطاعت واجب ہے اور آیت کریمہ: ﴿ أَطِيعُوا اللّٰهَ ﴾ قرآن کی اطاعت کو واجب ٹھہراتی ہے۔ جو شخص کسی آیت یا حدیث کے منسوخ ہونے کا مدعی ہو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ساقط کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور اس طرح اللہ کے حکم کے خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور آیت کریمہ: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ (٦٩) یعنی "اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام الٰہی) کھول کھول کر بتا دے" سے عیاں ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کی ہر نص سے اس کا ظاہری مفہوم مراد لینا چاہئے۔ لہٰذا جو شخص اس سے وہ مفہوم مراد نہیں لیتا جس کے لئے وہ عربی زبان میں بولا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتا اور اس پر افتراء پردازی کرتا ہے۔ جو شخص اس بات کا مدعی ہو کہ فلاں نص سے وہ پورا مفہوم مراد نہیں جو عربی زبان میں اس کے لئے مقرر ہے بلکہ اس کے مفہوم کا کچھ حصہ مراد ہے وہ اپنے جھوٹے دعویٰ کی اساس پر حکم ربانی کی اطاعت کو ساقط کرنے والا ہے اور اس کا یہ قول افتراء علی اللہ بھی ہے۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ کسی آیت سے پورے ظاہری مفہوم کی نسبت اس کے ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزو کو مراد لینا اولیٰ و افضل ہو..... الخ" (۷۰)

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "النسخ لایثبت الابدلیل" (۷۱)

"نسخ بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا" ——— اور فرماتے ہیں:

"رفع تعلق حکم شرعی بدلیل شرعی متأخر عنه" (۷۲)

اور علامہ سخاویؒ، حافظ رحمہ اللہ کا آخر الذکر قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لكون الرفع لايكون الابعد الثبوت خرج بيان المجمل والاستثناء والشرط ونحوها مماهو متصل بالحكم مبين لغايته لا سيما مع التقييد بالسابق.... الخ" (۷۳)

کیا حدیث و سنت قرآن کی ناسخ ہو سکتی ہیں؟

قرآن سے قرآن کا نسخ بقول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "بالاتفاق جائز ہے" (۷۴) جو لوگ صرف قرآن سے قرآن کے نسخ کے قائل ہیں، ان کے دلائل ان شاء اللہ آگے "امام شافعیؒ کی رائے" کے تحت پیش کئے جائیں گے۔ جہاں تک سنت سے قرآن کے نسخ کا تعلق ہے تو یہ علماء کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ اس بارے میں علماء کے عموماً تین قسم کے اقوال ملتے ہیں۔

(الف) امام شافعی وغیرہ کی رائے

امام شافعیؒ اپنی کتاب "الرسالۃ" میں سنت سے نسخ القرآن کے مطلقاً عدمِ جواز کی طرف گئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

"ان السنة لاناسخة لكتاب وانما هى تبع للكتاب بمثل ما نزل نصّاو مفسرة معنى ما انزل الله منه جملا قال الله ﴿ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآئَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْبَدِّلْهُ، قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ——— الاية ﴾ (۷۵) فاخبر الله انه فرض على بنيه اتباع مايوحى اليه ولم يجعل له تبديله من تلقاء نفسه وفى قوله ﴿ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ﴾ بيان ما وصفت من انه لاينسخ كتاب الله الاكتابه كما كان المبتدى لفرضه فهو المزيل المثبت لما شاء جل ثناءه ولا يكون ذلك لاحد من خلقه" (۷۶)

یعنی "بے شک سنت قرآن کی ناسخ نہیں ہے کیونکہ وہ تو خود کتاب اللہ کے تابع ہے، لہٰذا اس کا کام نازل شدہ نصوص اور نزول من اللہ جملوں کی تفسیر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ... الخ ﴾ "اور جب ان کے سامنے ہماری واضح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے، کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں ترمیم کر دیجئے (لیکن اے رسول ﷺ آپ) کہہ دیجئے کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں۔ میں تو بس اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس بذریعہ وحی پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا خوف ہے" —— اس آیت میں اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ پر جو کچھ وحی بھیجی ہے، اس کی اتباع کو فرض قرار دیا گیا ہے اور انہیں اپنے نفس یا مرضی کے مطابق اس میں ردوبدل کا مختار نہیں بنایا ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی میں ہے: ﴿ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلۡقَآيِٕ نَفۡسِيٓ ﴾ —— اس آیت میں آنحضور ﷺ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کتاب اللہ کو منسوخ نہیں کر سکتے۔ اسے تو صرف کتاب اللہ ہی منسوخ کر سکتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کسی چیز کو فرض کیا تو وہی اپنی مرضی کے مطابق اس کو زائل کرنے یا قائم رکھنے کا مختار ہے۔ اسی کا اختیار اس کی مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا"

امام رحمہ اللہ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

"و فی کتاب اللہ دلالۃ علیہ قال اللہ ﴿ مَا نَنسَخۡ مِنۡ ءَايَةٍ أَوۡ نُنسِهَا نَأۡتِ بِخَيۡرٖ مِّنۡهَآ أَوۡ مِثۡلِهَآۗ أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ﴾ (۷۷) —— فأخبر اللہ ان نسخ القران و تاخیر انز الہ لایکون الا بقران مثلہ" (۷۸)

یعنی "کتاب اللہ میں اس پر دلالت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ مَا نَنسَخۡ مِنۡ ءَايَةٍ..... الخ ﴾ یعنی "ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو ذہنوں سے فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کے مثل لے آتے ہیں" —— پس اس آیت میں اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے کہ نسخِ قرآن اور اس کی تنزیل میں تاخیر قرآن جیسی چیز کے بغیر نہیں ہو سکتی۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام شافعیؒ کے اس موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امام شافعیؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ قرآن سنت سے منسوخ نہیں ہو سکتا" (۷۹)

نواب صدیق حسن بھوپالیؒ بھی فرماتے ہیں:

"قال الشافعی لا ینسخ الکتاب بالسنۃ المتواترۃ واستدل بھذہ الایۃ: ﴿ مَا نَنسَخۡ مِنۡ ءَايَةٍ أَوۡ نُنسِهَا الخ ﴾ (۸۰)

یعنی "امام شافعی کا قول ہے کہ سنت متواترہ سے قرآن منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے آیت ما ننسخ سے استدلال کیا ہے۔"

اور علامہ حازمیؒ فرماتے ہیں: "متقدمین کی ایک جماعت اور متاخرین میں سے بعض علماء کی یہی رائے ہے کہ سنت کتاب اللہ کی ناسخ نہیں بن سکتی" (۸۱)

علماء کی اس جماعت میں امام شافعیؒ کے اکثر اصحاب، اکثر اہل ظاہر اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ شامل ہیں، چنانچہ مرتبین "دائرۃ المعارفِ الاسلامیۃ" نے مادہ "سنت" کے تحت لکھا ہے:

"امام شافعیؒ کا عقیدہ ہے کہ قرآن کو سنت منسوخ نہیں کر سکتی۔ علامہ آمدی نے اس پر یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ نہ صرف امام شافعیؒ بلکہ آپ کے اصحاب اور اہل ظاہر کی اکثریت اس بات کے قائل تھے کہ وحی الٰہی کو سنتِ متواترہ بھی منسوخ نہیں کر سکتی اور یہی مذہب امام احمد بن حنبلؒ کا بھی تھا۔" (۸۲)

اوپر امام احمد بن حنبلؒ کو امام شافعیؒ کا مطلقاً ہم خیال بیان کیا گیا ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ اس بارے میں امام احمد بن حنبلؒ سے دو مختلف اقوال منقول ہیں۔ جو قول امام شافعیؒ کے موقف کی حمایت میں ملتا ہے اس کی روایت امام ابوداؤد سجستانیؒ نے یوں کی ہے:

"سمعت احمد بن حنبلؒ عن حديث السنة قاضية على الكتاب قال لا أجترى ان أقول فيه ولكن السنة تفسير القرآن ولا ينسخ الا القرآن" (۸۳)

یعنی "میں نے امام احمد ابن حنبلؒ کو اس سوال کے بارے میں کہ آیا سنت کتاب اللہ پر حاکم کا درجہ رکھتی ہے یا نہیں؟ یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں یہ کہنے کی جرأت نہیں کرتا، البتہ سنت قرآن کی تفسیر ہے اور قرآن کو صرف قرآن ہی منسوخ کر سکتا ہے"

اس موقف کے بعض دوسرے مشہور علماء میں علامہ ابوالفرج مالکیؒ، ابواسحاق شیرازی، قاضی ابوطیب اور صدر الشریعہ حنفی وغیرہم کا شمار ہوتا ہے، چنانچہ امام قرطبیؒ، علامہ ابوالفرج مالکیؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں: (۸۴)

"وہ امام شافعیؒ کی طرح کتاب اللہ کو سنت کے ذریعہ منسوخ کرنے کے منکر تھے"

علامہ ابواسحاق شیرازیؒ کا قول ہے:

"ہمارے نزدیک سماعی طور پر یہ جائز نہیں ہے کہ بذریعہ سنت کتاب اللہ کو منسوخ کیا جائے۔ ہمارے اکابرین شافعیہ نے سمعی و عقلی ہر دو طرح اس کا انکار کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ سمعی طور پر ایسا اس لئے درست نہیں ہے کہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ﴿ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ـــــ ﴾ لیکن سنت نہ تو قرآن کے مثل ہے اور نہ ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بہتر۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سنت کی تلاوت پر ثواب نہیں ملتا جس طرح کہ قرآن کی تلاوت پر ملتا ہے ـــــ اور نہ ہی سنت کے الفاظ میں قرآن کے الفاظ کی طرح اعجاز موجود ہے۔ پس یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سنت نہ اعجاز میں قرآن کے مثل ہے اور نہ ہی ثوابِ تلاوت میں" (۸۵)

قاضی ابو طیبؒ نے "الکفایہ" کی شرح میں سنت کے ذریعہ قرآن کے نسخ کا انکار کرتے ہوئے یہ سبب بیان کیا ہے:

"لان القرآن يقينی فلاينسخه مظنون کالحديث" (۸۶)

"کیونکہ قرآن یقینی ہے پس اس کو حدیث کی طرح کوئی ظنون شئے منسوخ نہیں کر سکتی"

علامہ صدر الشریعہ حنفیؒ فرماتے ہیں:

"امام شافعیؒ کے نزدیک کتاب اللہ کو سنت کے ذریعہ منسوخ کرنا فاسد ہے کیونکہ اگر کتاب اللہ کو بذریعہ سنت منسوخ کیا جائے تو غیر مسلم یہ کہیں گے کہ آنحضور ﷺ نے جس کلام کو وحی کی صورت میں پیش کیا تھا خود ہی اس کی تردید کردی اور اگر سنت کو کتاب اللہ کے ذریعہ منسوخ کیا جائے تو یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے جس کو نبی مقرر فرمایا تھا خود ہی اس کی تکذیب کردی، پس اس پر ایمان لانا واجب نہ رہا ـــــ لہٰذا بقول امام شافعیؒ کتاب و سنت میں سے ایک دوسرے کو منسوخ کرنے سے بہتر ہے کہ ان کے مابین جمع و تطبیق کی سعی کی جائے" (۸۷)

علامہ حمزہ فناریؒ فرماتے ہیں:

"ان السنة لا تصلح ناسخة نظم الكتاب لتقوم مقامه فی الاعجاز و صحة الصلوة و غيرهما" (۸۸)

یعنی "سنت نظم قرآن کے نسخ کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ اعجاز اور صحتِ نماز وغیرہ میں اس کا مقام (قرآن سے فروتر ہے)"

لیکن خود شوافع میں سے علامہ سبکیؒ وغیرہ نے امام شافعیؒ کے قول سے اختلاف کیا ہے اور یہ تاویل پیش کی ہے کہ امام شافعیؒ کی ہرگز یہ مراد نہ تھی کہ حدیث کی حیثیت بالکل ثانوی ہے یا سنت نسخ قرآن کے باب میں قطعاً غیر مؤثر ہے۔ بعض دوسرے حضرات نے یہ تاویل پیش کی ہے کہ۔

"ان السنة لاتنسخ الكتاب الا ومعها كتاب يؤيدها"

یعنی "سنت صرف اس وقت کتاب اللہ کو منسوخ کرسکتی ہے جبکہ قرآن کی کسی دوسری آیت سے اس کی تائید ہوسکتی ہو"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن فقہائے حنفیہ میں سے ابن ھمام اور امیر بادشاہ وغیرھما نے علامہ سبکیؒ وغیرہ کی اس تاویل پر یوں کلام کیا ہے:

"ان الشافعی منعه قولا واحدا وما صحّ من تاويل السبكی لعبارته باطل" (۸۹)

یعنی "امام شافعیؒ نے نسخ قرآن سے بیک قول منع کیا ہے۔ ان کی عبارت کے متعلق علامہ سبکیؒ کی بیان کردہ تاویل غیر صحیح اور باطل ہے"

علامہ کیاالہراسیؒ نے امام شافعیؒ کے اس موقف پر بہت کھلے الفاظ میں تردید کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"ھفوات الكبار على اقدارھم" (۹۰)

یعنی "بڑے لوگوں کی ہفوات بھی ان کی قد آور ہی ہوتی ہیں"

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام شافعی کے اس مسلک کا شدت سے انکار کیا ہے" (۹۱)

اور نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالیؒ فرماتے ہیں:

"وليس بصحيح والحق جواز نسخ الكتاب بالسنة" (۹۲)

یعنی " امام شافعیؒ کی رائے درست نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ سنت سے نسخ الکتاب جائز ہے"

خلاصہ یہ کہ امام شافعی اور ان کے ہم خیال حضرات اپنے موقف پر جن آیات سے استدلال کیا کرتے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ﴿ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ﴾ (۹۳)

"جس آیت کو ہم منسوخ کردیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مثل ہی (کوئی دوسری چیز) لے آتے ہیں"

۲۔ ﴿ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ﴾ (۹۴)

"اور جب ہم ایک آیت کو بدل دیتے ہیں، دوسری کی جگہ"

(نوٹ: واضح رہے کہ کہ امام فخرالدین رازیؒ بھی اثباتِ نسخ کے لئے اس آیت کو ہی قابل رجوع سمجھتے ہیں) (۹۵)

۳۔ ﴿ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ (۹۶)

"(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرے لئے نہیں کہ میں بدل دوں اس (قرآن) کو اپنی طرف سے، میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو کہ مجھ پر بذریعہ وحی بھیجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔"

(ملاحظہ: واضح رہے کہ جو بعض لوگ نسخِ قرآن، صرف قرآن سے ہی سے جائز سمجھتے ہیں وہ بھی انہی آیات سے احتجاج کرتے ہیں)

(ب) متکلمین اشاعرہ و معتزلہ اور بعض فقہاء کی رائے

جمہور متکلمین اشاعرہ و معتزلہ اور فقہاء میں سے امام مالک و امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ سنتِ متواترہ سے نسخ القرآن عقلاً جائز ہے، لیکن اس کے وقوع کے بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔[۹۷]

علامہ ابن الفورک نے "مقالاتُ الاشعریین" کی شرح میں لکھا ہے:

"قرآن کے واضح احکام کو سنتِ متواترہ سے منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ہمارے شیخ ابوالحسن اشعری اسی طرف گئے ہیں" [۹۸]

علماء کے اس طبقہ کی رائے کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے یوں بیان کیا ہے:

"(ان کے نزدیک) سنتِ مشہورہ سے نسخ قرآن جائز ہے" [۹۹] لیکن "خبر واحد سے نسخ الکتاب جائز نہیں ہے" [۱۰۰]

اور صاحب "شرح المنار" وغیرہ اپنے اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس خبر واحد کو رد کردینا جس میں نصِ قرآنی سے زائد کوئی حکم آیا ہو کیونکہ اس طرح حدیث قرآن کی ناسخ بن جائے گی، حالانکہ سنت قرآن کو ناسخ نہیں ہے" [۱۰۱]

جو لوگ سنتِ متواترہ سے مع عدمِ الوقوع، نسخ الکتاب کے جواز کے قائل ہیں، وہ قرآن کریم کی ان عمومی آیت سے استدلال کرتے ہیں جن سے سنت کی قطعیت و حجیت کے اثبات پر احتجاج کیا جاتا ہے۔ یہاں عدم الوقوع سے مراد احکام میں سنتِ متواترہ کا عدم وجود ہے۔ان علماء کے نزدیک "نسخ قرآن کے لئے سنتِ ناسخہ کا متواتر ہونا اس لئے شرط ہے کہ قرآن متواتر اللفظ ہے لہٰذا کسی قطعی السند متواتر شے کے نسخ کے لئے اسی کے مثل متواتر شے کا موجود ہونا لازم ہے" [۱۰۲]

(ج) امام ابن حزمؒ اور عام مفسرین کی رائے

امام ابن حزمؒ اور عام مفسرین ہر سنت سے نسخ قرآن کے مطلقاً جواز کی طرف گئے ہیں، خواہ وہ سنت بتواتر منقول ہو یا اخبار آحاد کی قبیل سے ہو۔[۱۰۳] چنانچہ فرماتے ہیں:

"قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کو منسوخ کرسکتی ہے۔ سنت قرآن کریم اور سنت دونوں کو منسوخ کرسکتی ہے" [۱۰۴]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین میں سے امام مروزی، امام قرطبی، امام نووی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام ابن کثیر، امام ابن حجر عسقلانی، امام سخاوی، امام منذری، امام شوکانی، علامہ امیر صنعانی، علامہ نواب صدیق حسن خاں، علامہ شمس الحق عظیم آبادی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری وغیرہم رحمہم اللہ کی رائے بھی امام ابن حزم اندلسیؒ کی رائے کے موافق ہے۔ عام حنفیہ مثلاً علامہ ابوبکر الجصاص، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ملا علی قاری، شاہ ولی اللہ دہلوی،[105] شاہ عبدالعزیز دہلوی،[106] جناب ثناء اللہ پانی پتی، جناب اشرف علی تھانوی اور جناب مفتی محمد شفیع صاحب وغیرہم کی رائے "بشرطیکہ وہ سنت مشہور ہو" بھی یہی ہے۔

علماء کا یہ طبقہ جو اس بات کا قائل ہے کہ ہر صحیح سنت کتاب اللہ کو منسوخ کر سکتی ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ عزوجل نے پہلے اپنی کتاب میں کوئی حکم نازل فرمایا تھا بعد میں اپنے نبی ﷺ کو بذریعہ وحی اس حکم کے خلاف کوئی دوسرا حکم نازل فرما کر پہلے حکم کی منسوخی سے مطلع فرما دیا، تو اس میں حیرت یا دوسرے حکم کو قبول نہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کیا محض اسلئے کہ اس بارے میں اللہ عزوجل نے ایسی کوئی آیت نازل نہیں فرمائی کہ جس تلاوت کی جاتی، انسانوں پر نبی ﷺ کے اس قول کی تصدیق و اطاعت اور آنحضور ﷺ کے اس نئے حکم کو قبول کرنا لازم نہ ہوگا؟ چونکہ ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی ﷺ کتاب اللہ میں نازل کردہ کسی چیز کو اس وقت تک منسوخ نہیں فرما سکتے جب تک کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا حکم نہ دیا جائے، خواہ وہ حکم قرآن کریم کا قابل تلاوت جزء ہو یا نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ [107]

"اور نہ وہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے ہیں، ان کا ارشاد تو نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے"

اور ﴿ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ [108]

"میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے، اس کا اتباع کرتا ہوں"

پس وحی وہ بھی ہو سکتی ہے جو قرآن کا باقاعدہ جزو نہ ہو، چنانچہ جناب مفتی محمد شفیع صاحب، امام قرطبیؒ سے نقل فرماتے ہیں:

"یہ بات علماءِ امت میں، متفق علیہ ہے کہ جب کوئی حکم رسول کریم ﷺ کی زبانی یقینی طور پر معلوم ہو جائے جیسے خبر متواتر، مشہور وغیرہ میں ہوتا ہے تو وہ بالکل بحکمِ قرآن ہے۔ اور وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔ اس لئے ایسی حدیث سے کسی آیتِ قرآن کا منسوخ ہو جانا کوئی محل شبہ نہیں.... الخ" [109]

ابن حزمؒ نسخ القرآن بالسنہ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نسخ صرف بعض ازمان کی حکم وارد کے ساتھ تخصیص ہے، سارے ازمان کی نہیں ہے۔ تمام علماء، سنت کے ساتھ بعض اعیان کی تخصیص کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد: "لَا قَطْعَ إِلَّا فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا" یعنی "ربع دینار سے کم کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا" وغیرہ۔ پس سنت سے بعض اعیان کی تخصیص کے جواز اور سنت سے ہی بعض ازمان کی تخصیص کے جواز کے مابین کیا فرق ہو سکتا ہے؟ بلکہ جو چیز واجب الممانعت ہونے کی بدرجہا مستحق تھی وہ تو موجود ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ تخصیص نسخ کے مانند نہیں ہے کیونکہ تخصیص نص کے لئے باعث رفع نہیں ہوتی جبکہ نسخ پوری نص کے لئے موجب رفع ہوتا ہے، تو ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ جب سنت سے نص کے بعض کا رفع (نسخ) کرنا جائز ہے، حالانکہ نص کا بعض خود بھی نص ہی ہوتی ہے تو خواہ نص کے کچھ حصہ کا رفع ہو یا تمام نص کا، اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ یہ دونوں یکساں اور برابر ہیں، لہٰذا ان کے مابین کسی چیز میں کوئی تفریق نہیں ہے" (۱۱۰)

منکرینِ نسخ کے بعض دلائل اور ان کا جائزہ

امام مروزی اور امام ابن حزم رحمہما اللہ نے امام شافعیؒ کے مندرجہ بالا دلائل کا خوب تفصیلی تعاقب کیا ہے۔ یہاں ان کی پوری بحث نقل کرنے کی تو گنجائش نہیں، البتہ کچھ مفید اقتباسات ھدیہ قارئین ہیں، امام مروزیؒ فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل نے قرآن میں ﴿ مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَیْرٍ مِنْهَا ﴾ یعنی "جس آیت کو ہم منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر (کوئی دوسرا حکم) لے آتے ہیں" فرمایا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ " نأت بآیة خیر منها ولا بقرآن خیر منها" (یعنی اس سے بہتر "آیت" یا اس سے بہتر "قرآن" لے آتے ہیں)۔ پس یہاں "اس سے بہتر" یا "اسی کے مثل" سے مراد دوسرا حکم ہے، جو متلوّ و غیر متلوّ دونوں ہو سکتا ہے۔

سفیان بن عیینہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"میں نے اس آیت کی قرات کی تو مجھے اس کی معرفتِ تامہ حاصل نہ ہوئی، میں کہتا تھا کہ یہ بھی قرآن ہے اور وہ بھی قرآن، تو اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے کس طرح بہتر ہو سکتا ہے؟ حتیٰ کہ اس آیت کی تفسیر مجھ پر یوں عیاں ہوئی کہ اس سے ہم تمہارے لئے بہتر شئے لاتے ہیں جو تمہارے لئے پہلے سے زیادہ آسان، زیادہ خفیف اور اَھون ہوتی ہے" (۱۱۱)

اور امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں ان کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے کیونکہ قرآن کا بعض حصہ اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے حصص سے بہتر اور باعث خیر نہیں ہے، لہٰذا اس آیت ﴿ نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ﴾ کے معنی یہ ہوئے کہ ہم تمہارے لئے "اس سے بہتر" یا "اسی کے مثل" چیز یا حکم لاتے ہیں ـــــ اور بلاشبہ ناسخ پر عمل کرنا منسوخ پر عمل سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ ناسخ پر عمل کا اجر تنسیخ سے قبل منسوخ پر عمل کے اجر کے مثل ہی ہوتا ہے، بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ہو" (۱۱۲)

آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ ﴾ سے بھی احتجاج کرتے ہیں، لیکن اس آیت میں بھی ان کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا ہے کہ: "میں ایک آیت کو صرف دوسری آیت کی جگہ ہی بدلتا ہوں" بلکہ اس آیت میں ہم نے یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک آیت (یعنی اپنے حکم) کو دوسری آیت (یا دوسرے حکم) کی جگہ بدل دیتا ہے ـــــ ہم اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ اس کا اثبات ہی کرتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ بدل دیتا ہے اور کبھی اس کے علاوہ بھی تبدیلی فرماتا ہے اور یہ تبدیلی اس آیت کی جگہ وحی غیر متلو کے ذریعہ ہوتی ہے۔" (۱۱۳)

مزید فرماتے ہیں:

"یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ﴾ سے بھی حجت پکڑتے ہیں حالانکہ اس آیت میں بھی ان کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ کیونکہ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے از خود یا اپنی مرضی کے مطابق اس کو بدل دیا ہے، بلکہ ایسا کہنے والا تو بلاشبہ کافر ہے۔ ہمارا کہنا تو فقط یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ وحی کے مطابق بدل دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو برملا یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا تھا:

﴿ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ ـــــ پس اس سے نصاً وحی کا وحی کے ساتھ جواز نسخ ثابت ہوا۔ اور چونکہ سنت بھی وحی ہے، لہٰذا قرآن کا سنت کے ساتھ نسخ جائز ہوا" (۱۱۴)

ایک حدیث میں بھی اس امر کی صراحت یوں ملتی ہے:

"ان النبی ﷺ اخذ وبرۃ من بعیرۃ وقال: ایھا الناس انہ لا یحل لی بعد الذی فرض اللہ لی ولا لاحد من مغانم المسلمین مایزن ھذہ الوبرۃ" (۱۱۵)

حافظ ابن عساکر "اطراف" میں فرماتے ہیں:

"اس کو ایک جماعت مثلاً ہمام، حجاج بن ارطاۃ، عبدالرحمٰن المسعودی، حسن بن دینار،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیث بن ابی سلیم اور ابوبکر الھذلی نے قتادہ سے اور مطر الوراق نے شہر سے روایت کیا ہے۔ مطر الوراق کی حدیث کی تخریج عبدالرزاق نے اپنی "مصنف" میں اور لیث بن ابی سلیم کی حدیث کی تخریج ابن ہشام نے اواخر "السیرۃ" میں عن ابن اسحاق عنہ عن شہر عن عمرو بن خارجہ کی ہے" (۱۱۶)

جہاں تک سنت میں قرآن جیسا اعجاز نہ ہونے اور اس کی تلاوت پر قرآن جیسا اجر نہ ہونے کا تعلق ہے تو ان چیزوں کا کوئی بھی مدعی نہیں ہے۔ سورہ البقرۃ کی آیت ۱۰۶ میں مذکور "اس سے بہتر یا اسی کے مثل" ناسخ باعتبار اعجاز اور ثواب تلاوت نہیں بلکہ باعتبار تحکیم شریعت ہے، پس علامہ ابواسحٰق شیرازیؒ اور علامہ فناریؒ وغیرھما کا یہ اعتراض بے محل ثابت ہوا۔

علامہ صدر الشریعہؒ کا غیر مسلموں کے اعتراضات کے احتمال کے پیش نظر نسخ القرآن بالسنہ کا انکار کرنا بھی خلاف حق ہے، کیونکہ غیر مسلموں کو یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی کسی خاص مصلحت کے تحت پہلے ایک حکم نازل فرمایا تھا، کچھ عرصہ بعد اپنے اسی نبی کے ذریعہ اپنے سابقہ حکم کی جگہ ایک نیا حکم بھیج دیا تو اس سے وحی الٰہی کی تردید کیوں کر لازم آئی؟ کیا اللہ عزوجل نے قرآن نازل فرمانے سے پہلے بنی نوع انسان کو اس بات سے باخبر فرمادیا تھا کہ قرآن میں جو کچھ نازل کیا جائے گا وہ خود اس کے لئے ناقابل تنسیخ ہے؟ غیر مسلموں کے دوسرے اعتراض کا جواب چونکہ تفصیل کا محتاج ہے، لہٰذا بخوف طوالت ہم اس سے یہاں گریز کرتے ہیں۔

قاضی ابوطیب، علامہ باقلانی اور صقلی وغیرہ نے سنت سے نسخ قرآن کا، قرآن کے قطعی ہونے کے مقابلہ میں سنت کے مظنون ہونے کی بناء پر جو انکار کیا ہے تو وہ بھی قطعی بے وزن اور ناقابل التفات ہے لیکن اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے باب ششم کے تحت بیان کی جائے گی۔

نسخ القرآن بالسنہ کے بعض منکرین اپنے موقف کی تائید میں ایک موضوع حدیث بھی پیش کیا کرتے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

"قال رسول اللہ ﷺ: کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی و کلام اللہ ینسخ بعضہ بعضا" (۱۱۷)

"میرا کلام، اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور کلام اللہ کا بعض حصہ دوسرے حصہ کو منسوخ کرتا ہے"

مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کسی قرآنی آیت کو منسوخ نہیں کرسکتی لیکن کسی آیت سے حدیث رسول کا نسخ ممکن ہے۔ اسی طرح قرآن کی بعض آیات بھی دوسری آیات کے لئے ناسخ ہوسکتی ہیں ـــــ بظاہر یہ حدیث انکار نسخ سے متعلق مذکورہ بالا تینوں آیات سے مستفاد و ماخوذ نظر آتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن کسی خبر کا موافق قرآن ہونا اس کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ابن عدی نے "الکامل فی الضعفاء" میں جبرون بن واقد کے زیر ترجمہ بطریق محمد بن احمد بن الحسن قال نا محمد بن داود القنطری قال ناجبرون بن واقد قال نا سفیان بن عیینہ عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ بہ وارد کیا ہے، اور فرماتے ہیں کہ "یہ باطل اور موضوع ہے۔" امام ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب "العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں: "ھذا حدیث منکر"[118] امام ذہبی اور علامہ برھان الدین حلبی رحمہما اللہ نے بھی جبرون واقد کو متہم قرار دیتے ہوئے اس حدیث کو "موضوع" قرار دیا ہے۔[119] علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی جبرون بن واقد کو متہم اور ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔[120] پس ثابت ہوا کہ نسخ القرآن بالسنۃ کا انکار نہ قرآنی آیات سے ثابت ہے اور نہ ہی احادیث نبوی سے، واللہ اعلم

قرآن میں منسوخ آیات کی تعداد

آیات منسوخہ کی تعداد کی تحدید و تعیین کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام مفسرین کا خیال ہے کہ موجودہ قرآن میں ایک دو آیتیں اب بھی بالاتفاق منسوخ ہیں اور ۳۶۳ ایسی منسوخ آیات ہیں جو قرآن میں شامل نہیں ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تقریباً ۲۰ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے جبکہ شاہ ولی اللہ دہلوی صرف پانچ آیات کو ہی منسوخ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"قلت وعلی ما حررنا لا یتعین النسخ الا فی خمس ایات"[121]

"میں کہتا ہوں کہ ہماری تحریر کے مطابق نسخ صرف پانچ آیات میں ہے"

بعض آیات قرآن جن کا نسخ امت کے نزدیک حدیث سے ثابت ہے:

ذیل میں ان چند آیات قرآنی کی مثالیں پیش خدمت ہیں جن کا نسخ امت کے نزدیک سنت سے ثابت ہے:

(۱) پہلی مثال

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ ﴾[122]

"تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت قریب آجائے، اگر وہ دولت چھوڑتا ہو تو وہ والدین اور اقارب کے لئے وصیت کر جائے"

لیکن تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اقربین میں سے ہر وارث کے لئے ایجاب وصیت منسوخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن اس آیت کی ناسخ کی تعیین کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"ناسخ آیت: ﴿ اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ﴾ کی تعیین سے متعلق اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت فرائض اس کی ناسخ ہے اور بعض لوگ حدیث: "لا وصیة لوارث" کو اس کی ناسخ بتاتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس کی کوئی دلیل متعین نہ ہو سکتی ہو تو اجماع امت ہی اس آیت کے نسخ پر دلالت کرتا ہے" (۱۲۳)

علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ فرماتے ہیں:

"فاما الاية فقال ابن عباس نسخها قوله سبحانه: ﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ﴾ وقال ابن عمر: نسختها آية الميراث وبه قال عكرمه و مجاهد و مالك والشافعي و ذهب طائفة ممن يرى نسخ القران بالسنة الى انها نسخت بقول النبى ﷺ: ان الله قد اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث..... الخ" (۱۲۴)

"حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ایجاب وصیت کی اس آیت کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ..... وَالْاَقْرَبُوْنَ ﴾ نے منسوخ کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کا قول یہ ہے کہ اسے آیت میراث نے منسوخ کیا ہے۔ عکرمہ، مجاہد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اقوال بھی اسی کے موافق ہیں لیکن ایک جماعت جو سنت سے نسخ قرآن کی قائل ہے، ان کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت نبی ﷺ کے اس ارشاد: "ان الله قد اعطى..... فلا وصية لوارث" سے منسوخ ہوئی ہے"

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

﴿ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ﴾ فكانت الوصية كذلك حتى نسختها آية الميراث" (۱۲۵)

لیکن امام منذریؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس روایت کی سند میں راوی علی بن حسین بن واقد "مقال" یعنی قوی نہیں ہے" (۱۲۶)

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:

"یہ وصیت آیت مواریث کے نزول سے قبل اقرباء کے لئے واجب تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں مذکور ہے: ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ﴾ پھر اس حکم کو آیت میراث نے منسوخ کردیا" (۱۲۷)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ وصیت میت کے والدین اور اقرباء کے لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوائل اسلام میں واجب تھی..... پھر یہ آیت فرائض سے منسوخ ہوئی" (۱۲۸)

تفسیر جلالین میں ہے:

"وھذا منسوخ بایۃ المیراث وبحدیث لاوصیۃ لوارث رواہ الترمذی" (۱۲۹)

"یہ آیت، آیت میراث اور حدیث "لاوصیۃ لوارث" سے منسوخ ہے"

علامہ سرخسیؒ کا قول ہے:

"آیت میراث میں وصیت کے جواز کی نفی مذکور نہیں ہے، صرف وجوب کی نفی ہے۔ وصیت کے جواز کو جس چیز نے منسوخ کیا وہ حدیث "لاوصیۃ لوارث" ہی ہے" (۱۳۰)

امام ابن حزمؒ کا خیال بھی یہی ہے کہ "وصیت کے وجوب کو آیت میراث کے بجائے حدیث "لاوصیۃ لوارث" نے ہی منسوخ کیا ہے" (۱۳۱)

علامہ امیر یمانیؒ "سبل السلام" میں فرماتے ہیں:

حدیث: "فلاوصیۃ لوارث" وارث کے لئے وصیت کی ممانعت پر دلیل ہے اور یہ جمہور علماء کا قول ہے لیکن علامہ ھادی اور ایک جماعت اس کے جواز کی طرف گئی ہے، وہ آیت کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت سے اس پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وجوب کا نسخ اس کے جواز کی نفی نہیں کرتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ اس حدیث کو رد نہیں کرتے تو یہ حدیث اس کے وجوب کی نفی کے ساتھ اس کے جواز کی نفی بھی کرتی ہے۔ آیت المواریث سے اس کا منسوخ ہونا معلوم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے:

"کان المال للولد والوصیۃ للوالدین فنسخ اللہ سبحانہ من ذلک ما احب فجعل للذکر مثل حظ الانثیین وجعل للابوین لکل واحد منھما السدس وجعل للمراۃ الثمن والربع وللزوج الشطر (۱۳۲) والربع" (۱۳۳)

ہبتہ اللہ کا قول ہے:

"زیر بحث آیت کو سورۃ النساء کی آیت ۱۱ نے منسوخ کردیا ہے۔ وجہ تنسیخ یہ ہے کہ آیت زیر بحث میں والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کرنا واجب بتایا گیا ہے لیکن النساء کی آیت نے ورثاء بمع والدین کا حصہ مقرر کرکے اس وجوب کو معطل کردیا ہے..... الخ" (۱۳۴)

جناب مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"ان تین احکام میں سے پہلا حکم (یہ کہ مرنے والے کے ترکہ میں اولاد کے سوا کسی دوسرے وارث کے حصے مقرر نہیں ہیں، ان کے حصوں کا تعین مرنے والے کی وصیت کی بنیاد پر ہوگا" تو اکثر صحابہ و تابعین کے نزدیک آیت میراث سے منسوخ ہوگیا۔

ابن کثیرؒ نے بتصحیح حاکمؒ وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس حکم کو آیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراث نے منسوخ کردیا یعنی ﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴾ (۱۳۵)

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت میں اس کی یہ تفصیل ہے کہ آیت میراث نے ان لوگوں کی وصیت کو منسوخ کرا دیا جن کا میراث میں حصہ مقرر ہے، دوسرے رشتہ دار جن کا میراث میں حصہ نہیں ان کے لئے حکم وصیت اب بھی باقی ہے۔(جصاص، قرطبی) لیکن باجماع امت یہ ظاہر ہے کہ جن رشتہ داروں کا میراث میں کوئی حصہ مقرر نہیں ان کے لئے میت پر وصیت کرنا کوئی فرض ولازم نہیں۔ اس کے لئے فرضیت وصیت ان کے حق میں بھی منسوخ ہی ہوگی۔(جصاص، قرطبی)" (۱۳۶)

یہاں ابوالحسن اشعریؒ کا وہ قول نقل کرنا بے سود نہ ہوگا جسے آں رحمہ اللہ سے ان کے تلمیذ علامہ ابن فورکؒ نے یوں نقل کیا ہے:

"وكان يقول ان ذلك وجد فى قوله تعالى ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ـــ الاية ﴾ فانه منسوخ بالسنة المتواترة وهى قوله:لاوصية لوارث، لانه لايمكن ان يجمع بينهما" (۱۳۷)

"ابوالحسن اشعریؒ فرمایا کرتے تھے کہ سنت متواترہ سے قرآن کا نسخ خود قرآن میں پایا جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ..... الخ ﴾ سنت متواترہ سے منسوخ ہے۔ وہ سنت یہ (ارشاد نبوی) ہے: لاوصية لوارث ، کیونکہ اس آیت اور سنت کے درمیان جمع و تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے"

راقم الحروف کے نزدیک زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۰ کو فرائض مواریث نے نہیں بلکہ نبی ﷺ کے ارشاد گرامی: "لاوصية لوارث" نے ہی منسوخ کیا ہے۔ کیونکہ جب اللہ عزوجل نے مواریث کو فرض فرمایا تو اس کے ساتھ یہ وضاحتی حکم بھی نازل فرمادیا تھا کہ مواریث کو وصایا کے بعد ہی فرض کیا گیا ہے چنانچہ فرائض مواریث کے عقب میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ ﴾ (۱۳۸)

"(تقسیم ترکہ بہرصورت) وصیت کہ میت جس کی وصیت کرجائے یا قرض کی ادائیگی کے بعد ہے"

لہذا بظاہر آیت لازم ہوگا کہ اگر میت نے اپنے والدین یا دوسرے لواحقین کے حق میں اپنے ورثہ میں سے کچھ یا تمام ترکہ تقسیم کرنے کی وصیت چھوڑی ہو تو پہلے انہیں وصیتوں کے اعتبار سے ترکہ دیا جائے، بعد ازاں اگر کچھ بچے تو ورثاء کو ان کے حقوق وراثت ملیں ـــــ کیونکہ مواریث کو وصایا کے بعد ہی فرض قرار دیا گیا ہے ـــــ لیکن یہ تو سراسر ورثاء کی حق تلفی ہوتی اور اسلام تو عدل و انصاف کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرچشمہ ہے، لہٰذا اگر سنت نبوی کو اس ظاہر کتاب کے مقابلہ میں نظر انداز کردیا جائے تو شریعت کے تمام تقاضے ہرگز پورے نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر نبی ﷺ یہ حکم نہ فرماتے کہ وصیت ایک تہائی ترکہ سے زیادہ جائز نہیں ہے تو وصیت وارث وغیر وارث کی تمیز کے بغیر ظاہر الکتاب اور اس کے عموم کے مطابق ایک تہائی سے زیادہ بھی جائز ہوتی۔ لیکن یہاں سنت نے آکر پہلی وضاحت تو یہ کی کہ "وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں" پھر دوسری اہم چیز مقدار وصایا کی تحدید بھی فرما دی، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے:

"عاد لی النبی ﷺ فی حجة الوداع فی مرض اشفیت منه علی الموت فقلت یارسول الله ﷺ بلغ بی ماتری من الوجع واناذو مال ولیس یرثنی الاابنة لی واحدة افا تصدق بثلثی مالی؟ قال: لا، قلت: افا تصدیق بشطره؟ قال: لا، الثلث والثلث کثیر" (۱۳۹)

جناب مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی حدیث: "لاوصية لوارث" کو ہی ایجاب وصیت کی ناسخ قرار دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"دوسرا حکم وصیت کا فرض ہونا: یہ بھی باجماع امت منسوخ ہے اور ناسخ اس کا وہ حدیث ہے جس کا اعلان رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: ان الله اعطی لکل ذی حق حقه، فلاوصية لوارث، اخرجه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح اللہ تعالیٰ نے ہر ایک حق والے کو اس کا حق خود دے دیا ہے۔ اس لئے اب کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے"

اس حدیث میں بروایت ابن عباسؓ یہ الفاظ بھی منقول ہیں لاوصية لوارث الا ان تجیزه الورثة (جصاص) کسی وارث کے لئے وصیت اس وقت تک جائز نہیں جب تک باقی سب وارث اجازت نہ دیں" (۱۴۰) (جاری ہے)

---

۶۶ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۱۴۴-۱۴۵ ——— ۶۷ الاعتبار للحازمی ص ۳ ——— ۶۸ النساء-۶۴ ——— ۶۹ ابراہیم-۴ ——— ۷۰ المحلی لابن حزم مترجم غلام احمد حریری ج ۱ ص ۱۰۰-۱۰۱ ——— ۷۱ فتح الباری لابن حجر ج ۱۳ ص ۳۱۶ ——— ۷۲ نزہۃ النظر ص ۵۸، فتح المغیث للسخاوی ج ۴ ص ۴۷ ——— ۷۳ فتح المغیث للسخاوی ج ۴ ص ۴۷ ——— ۷۴ فتح الباری ج ۳ ص ۴۳۳ ——— ۷۵- یونس: ۱۵ ——— ۷۶- الرسالۃ للامام شافعی مع تعلیق احمد شاکر ص ۱۰۶-۱۰۷ طبع اول حلبی ۱۹۴۰ء ——— ۷۷- البقرہ: ۱۰۶ ——— ۷۸- الرسالہ للامام شافعی ص ۱۰۸ ——— ۷۹- فتح الباری ج ۵ ص ۲۷۳ ——— ۸۰- فتح البیان فی مقاصد القرآن، ج ۱ ص ۱۶۱، طبع بھوپال ۱۲۹۱ھ ——— ۸۱- الاعتبار للحازمی ص ۲۷ ——— ۸۲- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عربی) ایڈیشن ج ۱۲ ص ۲۸۴ طبع قاہرہ ــــ ۸۳- الاعتبار للحازمی ص ۲۷ طبع منیر دمشق ــــ ۸۴- تفسیر جامع الاحکام القرطبی ج ۲ ص ۱۹۵ طبع دار الکتب المصریہ ــــ ۸۵- اللمع فی اصول الفقہ ص ۱۳۸-۱۳۹ طبع مصر ــــ ۸۶- ارشاد الفحول ص ۱۶۶-۱۶۸، ملخصاً ــــ ۸۷- التوضیح ص ۳۴ طبع مصر، اللمع فی اصول الفقہ ص ۱۳۹ ــــ ۸۸- فصول البدائع ج ۲ ص ۱۲۵ ــــ ۸۹- تیسیر التحریر ج ۲ ص ۲۰۳ طبع مصطفیٰ حلبی ــــ ۹۰- ارشاد الفحول ص ۱۹۱ ــــ ۹۱- نفس مصدر ص ۱۹۱ ــــ ۹۲- فتح البیان فی مقاصد القرآن للنواب صدیق حسن خاں ج ۱ ص ۱۶۱ طبع بھوپال ــــ ۹۳- البقرہ: ۱۰۶ ــــ ۹۴- النحل: ۱۰۱ ــــ ۹۵- تفسیر الکبیر للرازی ج ۳ ص ۱۵۶ طبع قاہرہ ۱۹۳۵ء ــــ ۹۶- یونس: ۱۵ ــــ ۹۷- الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی، ج ۲ ص ۱۵۳ ــــ ۹۸- ارشاد الفحول ص ۱۹۱ ــــ ۹۹- فتح الباری لابن حجر، ج ۱۲ ص ۱۲۰ ــــ ۱۰۰- نفس مصدر ج ۶ ص ۲۰۸، ج ۱۲ ص ۱۲۰ ــــ ۱۰۱- شرح المنار ص ۶۴۷، الاحکام ج ۲ ص ۶۱۱ ــــ ۱۰۲- الاحکام للآمدی ج ۲ ص ۱۵۳ ــــ ۱۰۳- الاحکام لابن حزم ص ۴۷۷، المحلی ج ۱ ص ۱۱ طبع اول ــــ ۱۰۴- المحلی لابن حزم مترجم ج ۱ ص ۹۸ ــــ ۱۰۵- شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق جناب عبید اللہ سندھی کا یہ قول عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ ”شاہ صاحب نے صرف ان پانچ آیات کو بھی صرف اس لئے منسوخ مانا ہے تاکہ علمائے وقت انہیں معتزلی ہونے کا فتویٰ نہ دے دیں“ ــــ ۱۰۶- ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی فارسی ص ۴۸۸ مطبع فتح الکریم بمبئی ۱۳۰۴ھ ــــ ۱۰۷- النجم - ۳، ۴ ــــ ۱۰۸- الانعام - ۵۰ ــــ ۱۰۹- معارف القرآن ج ۱ ص ۳۸۴-۳۸۵ ــــ ۱۱۰- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم، ج ۴ ص ۱۲۳ ــــ ۱۱۱- السنۃ المروزی ص ۶۶ ــــ ۱۱۲- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ج ۴ ص ۱۱۹ ــــ ۱۱۳- نفس مصدر ــــ ۱۱۴- نفس مصدر ج ۴ ص ۱۱۹ ــــ ۱۱۵- معجم الطبرانی ــــ ۱۱۶- کمافی نصب الرایہ للزیلعی ج ۴ ص ۴۰۳-۴۰۴ ــــ ۱۱۷- اخرجہ الدارقطنی ج ۱ ص ۴۰۵ ــــ ۱۱۸- العلل المتناہیۃ ــــ ۱۱۹- میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۸۷-۳۸۸، کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ص ۱۲۱-۱۲۲ ــــ ۱۲۰- لسان المیزان لابن حجر ج ۲ ص ۹۴ ــــ ۱۲۱- الفوز الکبیر شاہ ولی اللہ ص ۳۸-۴۰، طبع دہلی ۱۹۶۳ء ــــ ۱۲۲- البقرہ: ۱۸۰ ــــ ۱۲۳- فتح الباری ج ۵ ص ۳۷۳ ــــ ۱۲۴- المغنی لابن قدامہ ج ۶ ص ۲ ــــ ۱۲۵- سنن ابی داود مع عون المعبود ج ۳ ص ۷۳ ــــ ۱۲۶- عون المعبود ج ۳ ص ۷۳ ــــ ۱۲۷- نفس مصدر ج ۳ ص ۷۳ ــــ ۱۲۸- فتح الباری ج ۵ ص ۳۷۳ ــــ ۱۲۹- تفسیر جلالین علی ہوامش المصحف الشریف ص ۳۷ ــــ ۱۳۰- التوضیح مع التلویح ج ۲ ص ۳۵ ــــ ۱۳۱- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ج ۴ ص ۱۱۳ ــــ ۱۳۲- صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۵ ص ۳۷۲ ــــ ۱۳۳- تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۱۸۹، بحوالہ سبل السلام ــــ ۱۳۴- الناسخ والمنسوخ لہبۃ اللہ ص ۱۶ ــــ ۱۳۵- النساء: ۷ ــــ ۱۳۶- معارف القرآن للمفتی محمد شفیع ج ۱ ص ۳۸۳-۳۸۴ ــــ ۱۳۷- کمافی ارشاد الفحول للشوکانی ص ۱۹۱ ــــ ۱۳۸- النساء: ۱۱ ــــ ۱۳۹- صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۵ ص ۳۶۳، ج ۹ ص ۴۹۷، ج ۱۰ ص ۱۲۳، ج ۱۲ ص ۱۴، صحیح المسلم، نمبر ۱۶۲۸، الموطا (الوصیۃ) ج ۲ ص ۷۶۳، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج ۳ ص ۱۸۷، سنن ابی داود مع عون المعبود ج ۳ ص ۷۱، سنن النسائی (فی الوصایا) ج ۶ ص ۲۴۱، ۲۴۳، السنۃ للمروزی ص ۶۹، بدایۃ المجتہد لابن رشد ج ۲ ص ۳۳۵، المغنی لابن قدامہ ج ۶ ص ۱، نصب الرایہ للزیلعی ج ۴ ص ۴۰۱ ــــ ۱۴۰- معارف القرآن للمفتی محمد شفیع ج ۱ ص ۳۸۴-۳۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ